سرکاری ملازمین کی گروپ انشورنس
شامی ومصری علماء کی آراء کی روشنی میں

پروفیسر محمد اسلم (دوسری قسط)

موسیٰ جار اللہ روس کے بڑے نامور عالم دین تھے جو روسی قیادت سے خفا ہو کر دوسری عالمی جنگ کے آغاز میں برطانوی ہند چلے آئے تھے۔وہ اتنے بڑے عالم تھے کہ وہ ہمارے ہاں کے کسی عالم کو عالم ہی نہیں سمجھتے تھے۔انہوں نے ۱۹۴۳ء میں بیمہ کے موضوع پر ایک رسالہ قلمبند کیا۔موصوف فرماتے ہیں کہ بیمہ کرانا اور بیمہ کمپنی قائم کرنا امر حسن اور نافع ہے اور کسی امانت دار اور خیر خواہ فقیہ کو اس میں شک نہ کرنا چاہیے۔(**رسالہ فی تامین الحیاۃ وتامین الاموال**)

موسیٰ جار اللہ کے خیال میں بیمہ میں ''النصیحۃ،، یعنی خیر خواہی پائی جاتی ہے اور اسی طرح اس میں ''الرعایۃ،، یعنی حقوق کی نگہبانی کا پہلو نکلتا ہے۔اس میں ''الکفالۃ،، بھی پائی جاتی ہے جس کے معنی ذمہ داری کے ہیں۔بیمہ میں چونکہ معاشرتی کفالت پائی جاتی ہے اور اسلام میں اس پر بڑا زور دیا گیا ہے اس لیے موسیٰ جار اللہ کے نزدیک بیمہ کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے۔

موسیٰ جار اللہ فرماتے ہیں کہ بیمہ کمپنی میں شرکت اختیاری ہے اور کمپنی حادثے کے وقت مشترکہ مجموعی رقم سے جو نقصان کی تلافی کرتی ہے وہ تعاون وتکافل کی صورت ہے یعنی جس رقم سے نقصان کی تلافی کی جاتی ہے وہ امدادی ہوتی ہے،ادا کی ہوئی قسطوں سے کمائے ہوئے نفع کی رقم نہیں ہوتی۔مثلاً ایک شخص دو ہزار روپے پر زندگی کا بیمہ کراتا ہے اور یہ شرط رکھتا ہے کہ وہ ہر ماہ پانچ روپے بطور قسط ادا کرتا رہے گا لیکن ایک ہی قسط ادا کرنے کے بعد وہ مرجاتا ہے تو اس صورت میں کمپنی اس کے ورثا کو دو ہزار روپے ادا کرنے کی ذمہ دار ہے۔ظاہر ہے کہ یہ دو ہزار کی رقم ایک قسط یعنی پانچ روپے کا نفع قرار نہیں پاسکتی۔موسیٰ جار اللہ لکھتے ہیں کہ کمپنی اقساط کی رقم کو نفع بخش کام اور تجارت میں لگاتی ہے۔یہ مضاربت کی صورت ہے لہٰذا اس سے حاصل کیا ہوا نفع مضاربت کا نفع ہے،سود نہیں ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں حرام قرار دیا ہے۔(**رسالۃ فی تامین الحیاۃ وتامین الاموال**)

☆عشق آمد وشد سادی چوں بو بگلاب اندر اودر من ،من در وے سریست ز اسرار م☆

مصر میں ۱۹۵۵ء میں بیمہ پر گفتگو کرنے کے لیے ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں ممتاز علماء نے شرکت کی تھی۔اس کانفرنس میں جن علماء نے بیمے کے جواز کے حق میں مقالے پیش کیے ان کے خیال میں بیمہ کی غرض وغایت آمدنی کے ایک حصے کو محفوظ کرنا ہے تاکہ وہ ضرورت کے وقت کام آسکے۔یہ آمدنی کے پس انداز کرنے کا ایک اختیاری معاملہ ہے جس سے نہ زندگی کی ضمانت حاصل ہوتی ہے اور نہ تقدیر سے مقابلے کا دھوکہ ہوتا ہے ۔یہ بیمہ زندہ رہنے کے لیے نہیں بلکہ مرنے کی صورت میں نقصان کی تلافی کے لیے کیا جاتا ہے۔ان علماء کے خیال میں بیمہ ایک جدید معاملہ ہے جس کا قرآن وسنت میں صراحۃ ذکر نہیں ہے۔لہذا اس کے حل کے لیے لازمی طور پر اجتہاد کی ضرورت ہوگی۔اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔بیمہ کے نظام کو شریعت کے عمومی قواعد پر منطبق کرکے ایسی نظیر پر قیاس کیا جائے جو نص صریح سے ثابت ہو۔

۲۔بیمہ کے مصالح ومفاسد پر غور کرکے ان طریقوں سے فائدہ اٹھایا جائے جو غیر منصوص احکام میں اجتہاد کے لیے مقرر ہیں۔

۱۹۶۹ء میں ملائشیا میں بیمے کے موضوع پر ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔اس میں ایرانی نمائندے نے، جو اثنا عشری مکتب فکر کی نمائندگی کررہے تھے، کہا کہ بیمہ ایک ایسا اقتصادی عمل ہے جس کی اسلامی تعلیمات میں گنجائش نکلتی ہے راقم الحروف نے کئی اثنا عشری عالموں سے اس مسئلے پر گفتگو کی ہے انہوں نے بیمہ کی موافقت میں دلائل دے کر کہا ہے کہ جس عمل سے عوام کا بھلا ہوتا ہو، ان کے ہاں اس کے جواز کا فتوی ہے۔انہوں نے بھی کمپنی کی بجائے حکومت کے ساتھ معاملے کو مستحسن قرار دیا ہے۔

ملائشیا کی کانفرنس میں سوڈانی نمائندے نے امداد باہمی کے بیمے کو جائز قرار دیا تھا۔گروپ لائف انشورنس امداد باہمی ہی کا دوسرا نام ہے۔یہ عجیب بات ہے کہ سعودی عرب جیسے رجعت پسند ملک کے نمائندے نے بھی یہ تسلیم کیا کہ اگر بیمے کا مقصد امداد دینا ہو تو جائز ہے اور اگر نفع کمانا ہو، تو ناجائز ہے۔(مقالات امینی :ص ۲۰۲)اسی کانفرنس کے دوران ایک ذیلی کمیٹی قائم کی گئی جس نے اپنی سفارشات میں کہا کہ موجودہ دور میں بیمہ کی اہمیت کے پیش نظر اگر امداد باہمی کی بنیاد پر بیمہ کیا جائے تو حلال ہے۔ایسا معاملہ چند افراد مل کر بھی کرسکتے ہیں اور حکومت امداد باہمی کی بنیاد پر بھی ایسا کرسکتی ہے۔(ماہنامہ البلاغ بمبئی، دسمبر ۱۹۶۹ء) کمیٹی نے اس

☆ بیروں نہ زدم قدمے ویں طرفہ تماشا بیں پرآبلہ شد پایم عمریست کہ سیارم ☆

بات کی بھی سفارش کی کہ مسلم ممالک کے درمیان بیمہ کے کاروبار کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ کمیٹی نے یہ تاریخی سفارش بھی کی کہ بین الاقوامی تجارت اور ادائیگیوں کے پیش نظر بین الاقوامی بیمہ کی موجودہ شکل کو مباح سمجھا جاسکتا ہے۔ کمیٹی نے اپنی سفارشات پیش کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ یہ سفارشات ہیں، انہیں فتوے کی اہمیت حاصل نہیں ہے۔

گزشتہ سال ۸ تا ۱۱ دسمبر دہلی میں بیمہ کے موضوع پر ایک سیمینار منعقد ہوا جس میں نامور راسخ العقیدہ علماء نے شرکت کی۔ اس سیمینار کی صدارت امارت شرعیہ بہار کے قاضی، مولانا مجاہد الاسلام نے کی۔ راقم الحروف ان سے ذاتی طور پر متعارف ہے اور ایک بار پھلواری شریف میں انہیں مقدمات سنتے اور فیصلے سناتے ہوئے بھی دیکھ چکا ہے۔

ان کی علمی وعملی قوت، فقہی ودینی بصیرت اور تنظیمی صلاحیت کا اعتراف مدیر ماہنامہ معارف اعظم گڑھ مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے بھی کیا ہے۔ اس سیمینار میں یہ بات زیر غور آئی کہ بھارت میں آئے دن مسلم کش فسادات میں مسلمانوں کی جان ومال کو بھاری نقصان پہنچ رہا ہے اس کے پیش نظر مسلمانوں کو اپنی جانوں اور املاک کا بیمہ کرانا چاہیے۔ مجلس تحقیقات شرعیہ لکھنو نے، جو عالم اسلام کے نامور عالم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی نگرانی میں کام کررہی ہے، دہلی میں منعقد سیمینار سے پہلے بھارتی مسلمانوں کو بیمہ کرانے کا مشورہ دیا تھا۔ دہلی کے سیمینار میں مجلس تحقیقات شرعیہ لکھنو کے فیصلے کی توثیق کی گئی۔

کیا پاکستان میں کوئی جرائتمند مفتی یہ فتوی صادر کرسکتا ہے کہ کراچی اور حیدرآباد میں آئے دن فسادات میں جو جانی ومالی نقصان ہورہا ہے اس کے پیش نظر ان شہروں میں بسنے والوں کو اپنی جانوں اور املاک کا بیمہ کرانا چاہیے۔

راقم الحروف نے اب تک جن محققین کی آراء پیش کی ہیں، ان سے میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ گروپ لائف انشورنس ناجائز نہیں بلکہ احسن اور مرغوب ہے۔ اس سے محنت کشوں کو فائدہ ہی پہنچتا ہے ان کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

واللہ اعلم بالصواب۔

☆ قد کان وما معہ ما کان من الاکوان | الان کما کان مشہود دل زارم ☆

لیغفرلك الله ماتقدم من ذنبك وما تآخر

الذنب فی القرآن

مغفرتِ ذنب کے مسئلہ کی شاندار تنقیح اور نسبت الذنوب الی الانبیاء پر بہترین تحقیق

☆

تالیف: علامہ مفتی سید شاہ حسین گردیزی

☆

ملنے کا پتا...... مکتبہ مہریہ گولڑا شریف

قال الامام الشافعی

اخبرنا عمربن ابراهیم قال ثنا مکرم قال ثنا عمر بن اسحاق بن ابراهیم قال ثنا علی بن میمون قال سمعت الشافعی یقول انی لاتبرک بابی حنیفة واجیء الی قبره فی کل یوم یعنی زائرا فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین وجئت